مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

درسِ حدیث

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ قدوسیہ چشتیہ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مُسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

امارتِ یزید، کیا بیعت لازمی تھی؟ صحابۂ کرامؓ اور امامِ اعظمؒ کا طرزِ عمل

امامِ ابو یُوسف رحمہ اللہ کی حق گوئی اہلِ کوفہ معمولی لوگ نہ تھے

حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم

گیسٹ نمبر ۳۲، سایڈ بی، ۸۴ - ۴ - ۶

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمّد وّ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

اما بعد! حضرت سیّدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ذکر چل رہا تھا اُس میں مَیں نے عرض کیا تھا کہ اُن کا جو خروج تھا باہر نکلنا اُس کی وجہ کیا تھی؟ اور وہ کس نیت سے نکلے تھے۔ شرعی طور پہ اُن کے لیے اس کا جواز کیا تھا۔ اس کے بارے میں مَیں نے عرض کیا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی عُمر کے آخری حصّہ میں اہم مقامات کا دَورہ فرمایا تھا اس دوران وہ کوفہ بھی گئے مکّہ مکرّمہ بھی مدینہ منورّہ بھی اور ان جگہوں پر اُنہوں نے دیکھا کہ لوگ یزید کے حق میں رائے نہیں دے رہے۔ مدینہ منوّرہ میں اس سے بھی کچھ پہلے یا اسی دوران ایک واقعہ یہ ہُوا تھا کہ مروان تقریر کر رہا تھا تو اس میں یزید ابن معاویہ کا اُس نے ذکر شروع کیا لکی یبایع لہ بعد ابیہ "تاکہ والد کے بعد اُس سے بیعت کر لی جائے اس پر حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن رضؓ کھڑے ہُوئے اُنھوں نے مخالفت کی اور تاریخوں میں آتا ہے کہ یہ بات کہی کہ ہرقل کا طرز ہے ہمارا نہیں ہے اسلام میں ایسے نہیں رہا کہ باپ کے بعد بیٹا ہی ہو یہ ہِرَقْلِیَّۃ ہے شام کا عیسائی بادشاہ ہرقل تھا اور اُن کے یہاں اسی طرح سے سلطنت چلی آئی تھی، تقریباً اکتالیس بادشاہ گزرے تھے اور پانچ سو سال حکومت ان کی رہی تھی شام پہ۔ اصل میں یہ چلے تھے رُوم سے اٹلی کے یہ لوگ رہنے والے

تھے۔ حکومت ان کی اٹلی سے آگے بڑھی تو ترکی پر ہوگئی، ترکی سے اور آگے بڑھی تو یہ فلسطین وغیرہ سارا علاقہ انھوں نے فتح کرلیا اور بڑے عرصہ بڑی زبردست حکومت رہی اُن کی اور آخری دَور میں ایک تو یہ سُپر پاور تھی، دوسری کسرٰی کی سُپر پاور تھی جسے مُسلمانوں نے دونوں کو شکست دی اور دونوں ختم ہوگئیں تو اُنھوں (عبدالرحمان بن ابی بکر) نے یہ اعتراض کیا، بخاری شریف میں تو اتنا ہی ہے جعل یذکر یزید بن معاویۃ لکی یبایع لہ بعد ابیہ[1] اس پر حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی اُنھوں نے یہ جملہ جو کہا یہ سیاسی اعتبار سے مؤثر جملہ تھا۔ اس واسطے ناگوار گزرا اور اُس نے کہا انھیں گرفتار کرلو پکڑلو انھیں۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے گئے حجرہ اُن کا وہی تھا جو پہلے سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حُجرے مقرر کر رکھے تھے دے رکھے تھے آپ کا اپنا جو علاقہ تھا ازواجِ مطہراتؓ کے لیے اُنہی میں سے ایک حجرہ ان کا رہا ہے تا حیات۔

ازواجِ مطہراتؓ معتدّات کی مانند تھیں

اور تمام ازواجِ مطہراتؓ جو ہیں وہ فی حکم المعتدات رہی ہیں، جیسے عِدّت میں ہوں گویا، اور اُن کے لیے حکم یہ تھا وَقَرْنَ فِیْ بیوتِکُنَّ اپنے گھروں میں بیٹھو، تو رہیں ساری عمر اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اس کے بھی قائل نہیں تھے کہ وہ حج کے لیے جاسکیں، بس قَرْنَ فِیْ بیوتِکُنَّ اپنے گھروں میں رہو تمہارے لیے حکم الگ آگیا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ترکہ

اور جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زمینیں تھیں آپ کا ترکہ جو تھا وہ کچھ زمین تھی ہتھیار تھے اور خچر تھے سفید۔ یہ ترکہ آتا ہے بہت سے بہت زرہ تھی۔ چند چیزوں کا اور ذکر مل جائے گا۔ ایک زرہ آپ کی یہودی کے پاس رکھی ہُوئی تھی گروی اس سے آپ نے اناج لیا تھا ضرورت پُوری کرنے کے لیے۔

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا زہد

گویا جو اپنی آمدنی تھی وہ تو سب خرچ ہوجایا کرتی تھی جو مانگتا تھا دے دیتے تھے اُس کو اپنی ضرورت پُورا کرنے کے لیے بھی نہیں رہتا تھی تو اپنی ضرورت کے لیے آپ نے وہ گروی رکھی تھی تو وہ مکانات جو تھے جس طرح رہے وہ رہے اور جو زمین تھی اُس کی آمدنی

---

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ۷۱۵

جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کیا کرتے تھے بالکل اسی طرح تقسیم ہوتی رہی بعد میں بھی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح لازمی کردیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح سے کیا ہے فلاں جگہ کی زمین اس کام میں فلاں جگہ کی زمین اس کام میں، فلاں جگہ کی زمین اس کام میں لگادی اُس طرح سے وہ کرتے رہے وہ ایک طرح سے وقف ہی ہوگئی جیسے، یا یُوں سمجھ لیجیے کہ جیسے کہ آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مِلک ہوں اور اگر زندگی رہتی اور ایک ہزار سال رہتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زندہ یا زیادہ سال رہ لیتیں تو آج بھی وہ گویا عِدّت میں ہوتیں تو وہ حکم معتدات میں تھیں تو وہ وہیں تھیں اُن کے حجرے میں وہ (حضرت عبداللہ ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ) چلے گئے پھر اُس نے پوچھا نہیں کیا لیکن اُس نے ایک جملہ کسا کہ یہ وہ آدمی ہے کہ جس کے بارے میں قرآن پاک میں یہ آیت اُتری ہے جس میں یہ ہے کہ اُس نے اپنے والدین سے اُف کہا یعنی جواب دیا اور بُرا سلوک کیا یہ آیت اُس نے پڑھی یہ سورہ احقاف کی آیت ہے اور یہ واقعہ بُخاری شریف میں سورہ احقاف کی تفسیر میں ہے جلد دوم میں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ سُنا تو کہا کہ ہم بہن بھائیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی ایک نہیں اُتاری سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں (عفت و پاک دامنی کا) عذر جو تھا میرا وہ نازل فرمایا، صفائی کی آیتیں جو آئی ہیں سُورہ نُور میں وہ نازل ہُوئی ہیں. مطلب یہ ہُوا کہ مدینہ والے متفق نہیں تھے بلکہ خلاف تھے اس چیز کے، نتیجہ یہ ہُوا کہ بیعت اُن سے لی گئی تو کچھ نے کی بیعت اور کچھ نے نہیں کی تو. بیعت لینا رائے لینا ہوتا تھا اور بیعت لینا ایک معاہدہ لینا بھی ہوتا تھا کہ ہم اس پر رہیں گے قائم جیسے حلف برداری ہوتی ہے تو اس میں حضرت عبداللہ ابن زبیر، حضرت حسین رضی اللہ عنہما ان حضرات نے نہیں کی اور وقت گزاری کی اور چلے گئے وہاں سے، اس دوران حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط آئے۔

کیا مخصوص حالات میں بیعت منعقد ہوجاتی یا نہیں یہ لازمی ہے یا نہیں ایک سوال اور اس کا جواب

اب سوال یہ ہے کہ اس طرح سے بیعت سے خلافت ہوتی ہے منعقد یا نہیں اور اگر خلافت منعقد ہو بھی جاتی ہے تو. بیعت ہونا ہر انسان کے لیے لازمی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا یہ ایک ایسا سوال ہے کہ اگر دیکھا جائے تو اُس زمانے میں جب یہ شکل پیش آئی تھی تو اُن حضرات نے کیا عمل کیا ہے تو یہی ملے گا کہ اُنھوں نے اسے ضروری نہیں سمجھا تا وقتیکہ خلافت اس کی جم نہ جائے اگر خلافت جم جائے بالکل امن ہوگیا پھر اُنھوں نے بیعت کی ہے ورنہ نہیں تو اس کی مثال دوسری حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے وہ صحابی بھی ہیں اور ایک محمد ابن حنفیہ

جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ ان دونوں حضرات کا معاملہ ایسے ہُوا کہ جب یزید کی موت کے بعد حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو مکّہ مکرمہ میں تھے اُنھوں نے اعلان ہی کر دیا اپنی خلافت کا ، موت کے بعد نہیں بلکہ پہلے اُس کی زندگی ہی میں تو حضرت ابن عباسؓ اور محمد ابن حنفیہؒ ان حضرات سے اُنھوں (ابن زبیرؓ) نے چاہا کہ بیعت ہو جائیں لیکن اُنھوں نے کہا کہ ابھی نہیں جب تک استقرار نہ ہو، تمہاری حکومت کا ، ابھی ابتدائی دَور ہے جو ساتھ دے رہے ہیں انہیں ساتھ لے لو بس اسی پر اکتفا کرو ، اس پر اصرار ہی نہ کرو کہ بیعت بھی ہوں تم سے یہ اُن کی رائے تھی۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فقہاء میں بھی ہیں یہ حضرات بھی بڑی عُمر کے ہو چکے تھے ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ بڑی عمر کے ہو چکے تھے ، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی بڑی عُمر کے ہو چکے تھے ، مدینہ منوّرہ میں رہے جہاں حکومت کے کام ہوتے رہے تھے علمی کام ہوتے رہے تھے دورِ خلافت والد کا بھی گزرا تھا اور اُس وقت بھی یہ بڑے تھے اُس وقت بھی جو ان کی عُمر ہو گی وہ چالیس سے اُوپر تھی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دَورِ خلافت آیا ، تمام مسائل سامنے تھے جانتے تھے اُنھوں (حضرت حسینؓ) نے بیعت نہیں کی چلے گئے مکّہ مکرمہ وہاں اُنھیں خطوط پہنچے ہیں اور اس میں یہ لکھا تھا کوفہ والوں نے کہ ہم نے کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی آپ آجائیں۔ آپ آجائیں گے تو ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے تو معلوم یہ ہُوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو طریقہ نامزدگی کا اختیار فرمایا تھا اُس سے بہت سے صحابہ کرام کو مسئلے کی حیثیت سے اختلاف تھا کہ اس طرح سے خلیفہ بنانا دُرست نہیں ہے اگر اختلاف نہ ہوتا تو بیعت ضرور کر لیتے۔ اختلاف تھا تو بیعت نہیں ہُوئے اب جب بیعت ہی نہیں ہُوئے تو اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُنھوں نے ساتھ دیا اور بیعت نہیں ہُوئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ساتھ بھی نہیں دیا خلاف ہی رہے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی تو اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد اچانک وفات ہو گئی تھی وہ عمرے یا حج کے لیے گئے تھے کہ راستہ میں وفات پا گئے تھے وہ حیات نہیں تھے اور یہ حضرات تھے۔ ان حضرات نے یہ کیا تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہُوا اور اس مسئلے پر عمل بہت لوگوں نے کیا۔

امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کا طرزِ عمل

اور ہماری فقہ کی جڑ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اُن کے طرزِ عمل سے آپ اندازہ کر لیجیے کہ اُنھوں نے بھی یہی کیا۔ بنو اُمیہ کا دورِ خلافت حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دَور میں ختم ہُوا اور بنو عباس آئے۔ بنو عباس نے چاہا کہ وہ قاضی ہوں اُنھوں نے

اس دَور میں اس عہدہ کو قبول نہیں کیا نہ قبول کرنے کی وجہ کیا وہ عالم نہیں تھے ؟ کیا وہ فیصلہ نہیں دے سکتے تھے ؟ وہ اسلامی احکام سے واقف نہیں تھے ؟ وہ تو اتنے بڑے فقیہہ تھے کہ مسئلے پُوچھے جائیں تو جواب فوراً دیتے ہیں۔ اور جہاں جاتے تھے مسائل پُوچھنے والوں کا جمگھٹا وہاں ہو جاتا تھا۔

مکّہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ کا ماحول

مکّہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ میں آپ جائیں تو بڑے سے بڑے آدمی سے آپ آسانی سے مل سکتے ہیں اُس کے ساتھ چل بھی سکتے ہیں اس سے بات بھی کر سکتے ہیں وہاں ہجوم ہوگا ہی نہیں، سب عام آدمیوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اتنے بڑے لوگ جو بہت بڑے بڑے ہیں یہاں اُن سے ملنے کا وقت نہیں مل سکتا وہاں اُن کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں اُن کے ساتھ چل پھر سکتے ہیں خُدا کی قدرت ہے کہ وہاں بڑائی اللہ تعالیٰ کی ہے اور مدینہ منوّرہ میں بڑائی اللہ تعالیٰ کی ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہے وہاں دوسرے جتنے بڑے جاتے ہیں سب سادے ہو جاتے ہیں۔ سب عام درجے میں آجاتے ہیں وہاں نہ اُن کی ہیبت اس طرح کی رہتی ہے ملنے والوں پر کہ بات ہی نہ کرے آدمی، ہمّت نہ کرے اور نہ وہ خود ایسے رہتے ہیں۔ ہاں اہلِ اللہ کی بات الگ ہے یہ اُن کے ساتھ لوگ رہتے ہیں بہت ہی بڑے لوگ ہوں تو وہ بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کی وجہ سے اتّباعِ سنّت کی وجہ سے اُنھیں اللہ یہ شرف بخش دیتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ اُن کے گرد حلقہ رہتا تھا۔

امام اعظمؒ کی مقبولیت حاضر جوابی حضرت لیثؒ کی حیرت

تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ گئے مکّہ مکرّمہ حج کے لیے تو لیث ہیں ایک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہم پلّہ عالم مجتہد وہ مصر کے بہت بڑے آدمی ہیں وہ آئے ہوئے تھے یہاں اُنھوں نے دیکھا کہ ایک صاحب ہیں ان کے گرد مجمع ہے مسئلہ پُوچھنے والوں کا معلوم کیا کیسے ہے کون ہے کہا کہ ابو حنیفہ ہیں لوگ کیسے ہیں کہا کہ مسائل پُوچھ رہے ہیں یہ قریب چلے گئے ایک آدمی نے آکر پُوچھا کہ جناب میں تو بڑا تنگ آیا ہوا ہوں اپنے بیٹے سے کیسے اُس کا معاملہ حل ہو سمجھ میں نہیں آتا میں اُس کے نکاح کرتے کرتے تھک گیا ہوں میں نکاح کر کے لاتا ہوں طلاق دے دیتا ہے، باندی خرید کر دیتا ہوں تو اس کو آزاد کر دیتا ہے میرا تو مہروں کی وجہ سے بھی اور ادھر خریدنے کی وجہ سے بھی ہر حال میں مال کا نقصان ہو رہا ہے اور ہر انسان کو خواہش ہوتی ہے کہ میری اولاد کے یہاں اولاد ہو تو امام صاحبؒ نے سُنتے ہی جواب دیا کہ ایسے کرو کہ ایک باندی خرید و تم اُس باندی کا نکاح کر دو بیٹے سے تو اگر وہ طلاق دے گا بھی تمہاری باندی تو رہے گی نقصان تو کوئی نہیں ہوگا

تمہارا۔ لیث کہتے ہیں کہ اتنی جلدی سے اتنا عُمدہ قسم کا حل لیکن فورًا جواب دینا جو ہے یہ اُس سے بھی زیادہ عجیب چیز تھی تو جب وہ متأثر ہُوئے تو پھر اُنھوں نے امام صاحبؒ کے شاگردوں سے تعلق رکھا ہے امام صاحبؒ کے شاگردوں میں بڑا درجہ ہے امام ابو یُوسُف رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اُن سے لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ حدیثیں بھی لی ہیں وہ طحاوی میں موجود ہیں۔ لیث عن یعقوب عن نعمان۔ امام صاحب کا نام نُعمان ہے، یعقوب ابو یُوسف ہیں۔ اس نام سے سند موجود ہے تو اُن کا عمل خود کیا تھا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اتنے بڑے عالم اتنے بڑے فقیہ ہیں کہ دوسرے ان کی تعریف کریں کیا اُنھیں پتہ نہیں تھا کہ میں اگر قاضی ہو ہوجاؤں گا تو فیصلے دے سکتا ہوں اور دوسرے قاضی سے جو غلطی ہُوئی اُس کو اُنھوں نے بتادیا کہ بھئی یہ غلطی ہُوئی ہے اس میں، دوسرے کو کہتے تھے ہم سے پُوچھ لو، یہ اُن کی ترغیب بھی تھی اجازت بھی تھی کہ پُوچھ لو ہم سے لیکن خود قاضی نہیں ہُوئے کیوں نہیں ہُوئے؟

عہدۂ قضاء قبول نہ کرنے کی وجہ

اس وجہ سے نہیں ہُوئے کہ یہ تازے تازے آئے تھے کیا پتہ کل کو پھر بنو اُمیّہ آجائیں دوسرے یہ کہ کیا پتا ان کی نظر میں ضروری ہو کہ فلاں آدمی کو سزا دینی ہی دینی ہے تو قاضی پر دباؤ ڈالیں ناجائز کام اُس سے لیں گے اس لیے اس دَور میں قاضی بننا ٹھیک نہیں ہے وہ قاضی نہیں ہُوئے اس دَور میں۔ وہ دَور جب گزر گیا اور بنو عبّاس کی خلافتِ عبّاسیہ جو تھی یہ قائم ہوگئی جم گئی تو اُس کے بعد دَور آیا ہے امام ابو یُوسُفؒ کا اُن کے شاگرد کا۔

امام ابو یُوسُف کا عہدہ قبول کرنے کی وجہ اور اُس کا فائدہ

اُن کو جب پیش کش کی گئی تو اُنھوں نے مان لی اور اس سے فائدہ ہُوا بہت زیادہ فائدہ ہُوا وہ قاضی القضاۃ بنے اُس دَور کے۔

انگریزوں کی عیّاری

اَب انگریزوں کی عادت یہ ہے کہ وہ اعتراض کرتے ہیں اور اعتراض کے لیے مُسلمانوں کا جو طبقہ مل جائے جس طبقہ کو جو دلیل بھی بھلی لگے وہ اس کے سامنے ڈال دیتے ہیں تو یہ جو رُوس کی طرف دیکھتے ہیں مُسلمان اُن کے سامنے یہ کہتے ہیں کہ امام ابو یُوسُفؒ تو بادشاہ کے قاضی تھے اُنھوں نے تو بادشاہ کا ساتھ دیا ہے۔ ایسے آدمی کی تو ہم بات ہی نہیں سُنتے یعنی مذہب سے نفرت اور یُورپ والے اس طرح کے شوشے جتنے ممکن ہوتے ہیں تیّار کرتے ہیں چھوڑتے ہیں۔

امام ابو یُوسُفؒ کی حق گوئی اور بیباکی

ہم نے امام ابو یُوسُفؒ کی کتاب دیکھی "کتاب الخراج"۔ یہ ایک چھوٹی

سی کتاب ہے کوئی دو سو صفحات کی تقریباً تو اس رکے لکھنے) کی وجہ یہ ہُوئی کہ ہارون رشید کو کچھ مسائل دریافت کرنے تھے اس نے اُن سے سوالات کیے اُنھوں نے ان کے جوابات دیے کہ آپ نے مجھ سے یہ پُوچھا آپ نے مجھ سے یہ پُوچھا اس کتاب کے شروع میں اُنھوں نے اس کا مقدمہ لکھا ہے مقدمہ کے اندر اُنھوں نے اس کو ہر وعید والی روایت سُنادی اور ایسے سخت مضامین کسی بھی دَور میں بلکہ آج کے جمہوریّت کے دَور میں بھی لکھنے مشکل ہیں جیسے اُنھوں نے اسے مخاطب کر کے لکھے ہُوتے ہیں اور احکام ہر چیز کے بتلائے ہیں سزاؤں کے بھی بتائے ہیں کیا طریقہ ہو کس طرح ہو۔

نہی عن المنکر

امام ابو یُوسُفؒ نے ایک جگہ دیکھا کہ لوگوں کو دُھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے تیل مل کر۔ پُوچھا یہ کیا ہے اُنھوں نے کہا کہ یہ خراج نہیں دیتے، اُنھوں نے کہا کہ خراج نہیں دیتے مگر اس طرح تکلیف دینی رعایا کو قیدی بنا کر یہ جائز نہیں ہے یہ (ایک قسم کی) تعذیب (بالنار) ہے عذاب دینا ہے اور (اس خاص قسم کا) عذاب دینا جو ہے وہ خُدا کا کام ہے تم لوگوں کا کام نہیں ہے۔ ہٹا دیا گیا اُن کو، اس کتاب میں اُنھوں نے لکھا کہ تم ان انسپکٹروں کو جو (مال) وصول کرنے جاتے ہیں ہدایت دو کہ جو مال نہ دے سکے اس طرح سے تنگ نہ کریں۔ بات کریں اصرار کر لیں مطالبہ بار بار کرتے رہیں لیکن یہ ان کو سزا دیں اس طرح سے کھڑا کر کے یہ نہ دینی چاہیے۔ بہت چیزیں اُس کے اندر آئی ہُوئی ہیں۔ ان ائمہ کرام نے یہ چیزیں کہاں سے لی ہیں تو ان حضرات نے انہی حضرات سے لی ہیں مثلاً حضرت حسینؓ نے بیعت نہیں کی، حضرت عبداللہ ابن عبّاسؓ نے ابنِ زبیرؓ کی بیعت نہیں کی، محمد بن حنفیہؒ نے نہیں کی خود عبداللہ ابن زبیرؓ نے یزید کی نہیں کی، بہت سے لوگ ایسے رہے اور نہ کرنے کی وجہ یہی ہے احتیاط کوفہ والوں نے نہیں کی کیا وجہ ہے امام صاحب تو کُوفہ کے رہنے والے تھے وجہ اُن کے نزدیک یہی تھی۔

بیعت میں جلدی نہ کرنی چاہیے

معلوم ہُوا کہ مسلک صحیح بھی یہی ہے کہ بیعت ہونے میں جلدی نہ کرے۔

حضرت علیؓ کے دَور میں بھی ایسا ہُوا ہے

اور یہ واقعہ اِن حضرات سے پہلے کے حضرات میں بھی ہو چکا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دَور میں ہو چکا ہے ساتھ تو دیا ہے لوگوں نے رائے کے اعتبار سے کہ آپ ہی مقابل ہیں آپ ہی اس کے مستحق ہیں لیکن یہ کہ ہم آپ کے ساتھ اور اس سے زیادہ عملی ساتھ بھی دیں یہ ابھی نہیں کر سکتے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اس طرح

سے رہے ہیں اور اُنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھوڑ دیا نظر انداز کر دیا کچھ عرصہ اُنھوں نے بیعت سے بھی توقف کیا وہ بھی گوارا کیا اُنھوں نے

یہ طرز اور احتیاط شروع سے چلی آئی ہے

توگویا یہ طرزِ عمل معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی آگے تک بہت شروع کے دَور سے چلا آیا ہے تو اُنھوں نے خود بیعت نہیں کی اور کوفہ والوں نے بیعت نہیں کی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے طرز کو ہی پسند نہیں کیا اُنھوں نے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو اجتہاد فرمایا تھا اور ایک رائے قائم کی تھی اُس اجتہاد اور اُس رائے سے کوفہ والوں کو اختلاف تھا۔

اہلِ کوفہ کے نزدیک خلافت منعقد ہی نہ ہُوئی تھی

گویا اُن کی نظر میں یزید کی خلافت ہی منعقد نہیں ہُوئی جب وہ منعقد ہی نہیں ہُوئی نافذ ہی نہیں ہُوئی تو اس دوران میں خطوط آئے، اہلِ کوفہ کی طرف سے حضرت حسینؓ کے نام اَب کوفہ کی طرف سے جو خطوط آئے ان میں یہی مضمون تھا کہ ہم نے کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔

اہلِ کوفہ کوئی معمولی لوگ نہ تھے

اور کوفہ کے لوگ معمولی نہیں تھے کیوں کہ وہاں عُلماء بھی بہت تھے۔ اس دَور میں صحابہ کرام بھی تھے۔ صحابہ کرام میں وہاں بڑے بڑے حضرات تھے اہلِ بیعت رضوان بھی تھے۔ اہلِ بیعتِ رضوان میں حضرت سلیمان ابن صرد بھی آتے ہیں اُنھوں نے بھی خط لکھا تھا ان کو (حضرت حسینؓ کو) تو ایسی صُورت میں اُنھوں نے جو کارروائی کی ہے وہ مَیں آئندہ بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اپنی رضا اور فضل سے نوازے۔